ماتحت افراد کے ساتھ رویہ: سیرت طیبہ کی روشنی میں عصر حاضر کا تجزیاتی مطالعہ

Behavior Towards Subordinates: An Analytical Study of Contemporary Times in the Light of Sirat Tayyaba

Sameea Siddique
Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, GCWUF:
sameeasiddique095@gmail.com

Hira Tariq
Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, GCWUF:
hiratariq.601@gmail.com

Ghulam Dastgir Ahmad
Ph.D. Research Scholar, MY University, Islamabad:
ghulamdastgir416@gmail.com

Abstract:
This research explores the behavior towards subordinates through an analytical study of contemporary practices in light of Sirat Tayyaba, the exemplary life of the Prophet Muhammad (PBUH). The study examines historical accounts and traditions to uncover the principles of justice, empathy, and respect demonstrated by the Prophet (PBUH) in his treatment of subordinates. By comparing these prophetic principles with modern-day workplace behaviors, the research identifies gaps and synergies between past ideals and current practices. The aim is to highlight the relevance of the Prophet's (PBUH) guidance in fostering ethical, compassionate, and effective leadership in today's professional environments. This study provides valuable insights into how these timeless teachings can be applied to enhance managerial conduct and promote a more respectful and harmonious workplace culture. Through this comparative analysis, the research emphasizes the importance of integrating prophetic values into contemporary social and professional interactions with subordinates.

Keywords: *Kindness, Behavior, Employees, Subordinates, Sirat Tayyaba.*

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اس دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت دنیا میں کوئی اصول نام کی چیز بھی نہیں تھی ہر شے میں افراط و تفریط تھی جھوٹ کو ایک ملکہ سمجھا جاتا تھا بدکاری کو برائیوں میں شمار بھی نہیں کیا جاتا تھا انسانیت کا وجود ناپید ہو چکا تھا اس معاشرے میں سنگ دلی کو ایک صفت سمجھا جاتا تھا اور ان کی سنگ دلی کی کیا کیا داستانیں بیان کریں کہ زندہ جانور کا عضو کاٹ لیتے اپنے غلاموں اور خادموں کو بلاوجہ مارا جاتا بلکہ خدام اور غلاموں پہ تیر اندازی کے نشانے کی مشق کی جاتی چھوٹی چھوٹی بات پہ کڑی سے کڑی سزا دی جاتی اور اس سزا کو معاشرہ معیوب بھی نہیں سمجھتا تھا۔ بعض کتابوں میں یہ بات بھی ملتی ہے کہ مالک اس لیے بھی اپنے خدام غلام اور لونڈی کو مارتے تھے کہ ان پہ ہمارا رعب دبدبہ برقرار رہے۔ جہاں مالک اپنے عقیدے کے مطابق اپنے معبود کی عبادت کرتا وہاں غلام اور لونڈی نہیں جاسکتے تھے اگر کوئی غلطی سے وہاں چلا جاتا تو اس کو مار مار کے اس کے جسم سے چمڑا ادھیڑ دیتے تھے غلام اور لونڈی کے زخم پہ مرہم رکھنے والا اور ان کو دو لفظ تسلی کے دینے والا کوئی بھی نہیں تھا ان کو سینے سے لگانے والا ان کے دکھوں کو ختم کرنے والا پورے عرب میں ناپید ہو چکا تھا۔ اس معاشرے میں ہمارے پیارے آقا کریم علیہ السلام نے آنکھ کھولی اور جوں جوں آپ ﷺ کی عمر مبارک بڑھتی گئی زمانہ آپ ﷺ سے متاثر ہوتا گیا آپ ﷺ کا ہر ایک سے برتائو قابل دید تھا اور خصوصا غریب غلام اور لونڈیوں کے ساتھ بہت ہی اچھا سلوک کرتے بلکہ اس دور کے لوگ یہ صورت حال دیکھ کے دنگ رہ جاتے۔ ہم اس آرٹیکل میں نبی کریم علیہ السلام کے خدام کا مختصر سا تعارف لکھتے ہیں اس کے بعد ان کے ساتھ میرے آقا ﷺ نے جو رویہ رکھا اس کا ذکر کریں گے۔

نبی اکرم ﷺ کے خدام کا مختصر تعارف:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت انس بن مالک بن نفر بن ضمضم بن زید الانصاری رضی اللہ تعالی عنہ بنو خزرج سے تعلق رکھتے تھے آپ کی کنیت ابو حمزہ تھی آپ نے آقا کریم علیہ السلام کی دس سال تک خدمت کی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کے لیئے نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی تھی جس کو روایت کرنے والی حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالی عنہا ہیں الفاظ کچھ اس طرح تھے۔

اللھم اکثرماله وولده وبارک فیمااعطیته[1]

ترجمہ: اے اللہ اس کے مال واولاد میں زیادتی کر اور جو کچھ تو اسے دے اس میں برکت عطا فرما۔

جو صحابہ کرام بصرہ میں تشریف لے گئے تھے ان میں سب سے آخر میں حضرت انس کا ۹۳ھ میں وصال ہوا آپؓ نے سو برس سے زیادہ عمر پائی۔

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ:

نبی کریم ﷺ کے خدام ایک مشہور نام حضرت ربیعہ کا بھی ہے جن کا تعلق قبیلہ اسلم سے تھا آپ کا مدینہ منورہ میں کوئی گھر یا مخصوص ٹھکانہ نہیں تھا آپ اصحاب صفہ میں سے تھے جو آپ علیہ السلام کو وضو کروایا کرتے تھے مسواک کا بھی انتظام کیا کرتے تھے نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد مدینہ منورہ سے اپنے قبیلہ بنو اسلم میں واپس چلے گئے ماہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں یئیسن نامی بستی میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا وصال ہوا۔[2]

حضرت ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ایمن بن ام ایمن رضی اللہ تعالی عنہ آپ کی طہارت کا ظرف رکھتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کی خادمہ ام ایمن کے بیٹے تھے۔ آپ ﷺ سامنے غزوہ حنین میں شہید ہوئے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عبداللہ بن مسعود بن نافل بن حبیب الہذل اسلام میں سابقین اولین میں سے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر اور دوسرے کل مشاہد میں آپ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے ہیں۔ ان کے ذمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تکیہ، مسواک، نعلین مبارک اور وضو کے پانی کا اہتمام تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کھڑے ہوتے تھے تو حضرت عبداللہ آپ ﷺ کی نعلین مبارک آپ کو پہناتے تھے اور جس وقت تشریف فرما ہوتے تو حضرت عبداللہ آپ ﷺ کی نعلین مبارک کو آپ کے اٹھنے تک اپنی کلائیوں میں پہنے رہتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۳۲ ھ ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوا۔

---

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ وسنتہ وایامہ، قدیمی کتب خانہ کراچی، حدیث ۶۳۷۸

[2] العسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن حجر، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، مکتبہ دارالباز مکہ مکرمہ سعودی عرب، ج ۱، ص ۴۹۸

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عقبہ بن عامر بن عبس بن عمرو کے ذمہ آپ کے بغلہ کا اہتمام تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغلہ کی لگام پکڑے رہتے۔ پستی اور بلندی راہ کے خیال سے یا اس سبب کے بغلہ بے راہ نہ چلے یا اس سبب سے کہ آپ بغلہ پر نوافل میں مشغول رہتے ہیں۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ آپ علیہ السلام سکے سفروں میں آپ کو نہایت رفق سے بغلہ پر لے جاتے تھے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر میں ۵۸ھ میں وفات پائی۔

حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ﷺ کی سواری کے اونٹ کی خدمت ان کے ذمہ تھی۔ اونٹ پر کجا وہ باندھتے اور کھولتے تھے۔ حضرت اسلع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے اونٹ پر آپ ﷺ کے لیے کجاوہ رکھا کرتا تھا۔

حضرت سعد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادموں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام سعد ہیں۔ دوسری روانین میں سعید نام لکھا ہے۔ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام ابن ماجہ نے ایک حدیث نقل کی ہے جسے حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نےروایت کیاہے۔[3]

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادموں سے حضرت ابوذر جندب بن جنادہ الغفاری ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاوصال ذبزہ میں ۳۱ھ کوہوا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن مسعود ضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

---

[3] العسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن حجر، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، مکتبہ دارالباز مکہ مکرمہ سعودی عرب، ج۱، ص۵۰۸

حضرت ابوحذیفہ مہاجر رضی اللہ تعالی عنہ

آپ کا نام مہاجر اور کنیت ابوحذیفہ ہے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں اور ان کی خدمت کی ہے۔فتح مصر میں حاضر ہوئے ہیں۔ مصر سے طحا میں چلے گئے تھے۔وہیں انتقال کیا۔

حضرت حنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے خادموں سے حضرت حنین ہیں جوعبداللہ بن حنین الہاشمی مدنی ثقہ کے والد ہیں۔حنین حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے غلام تھے جو نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے۔

حضرت نعیم بن ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت نعیم بن ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ الاسلمی ہیں ابن مندہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

حضرت ابوالحمراء رضی اللہ تعالی عنہ

آپ ﷺ کے خادموں میں ایک خادم حضرت ابوالحمراء رضی اللہ تعالی عنہ بھی ہیں۔

حضرت ہلال بن الحارث رضی اللہ تعالی عنہ

یہ بھی آقا کریم ﷺ کے خادم تھے آپ ﷺ کے وصال کے بعد حمص میں رہے وہیں وفات پائی۔

حضرت ابواسمح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آنحضرت علیہ السلام کے ایک خادم حضرت ابواسمح رضی اللہ تعالی عنہ بھی ہیں۔ان کا نام بھی ان خوش نصیبوں میں شامل ہے جنہوں نے سرکار کریم علیہ السلام کی خدمت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔آپ کے بارے میں مزید تفصیل کتب میں نہیں ملتی۔

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ

نبی کریم علیہ السلام کے خادمین میں ایک نام سیدنا قیس رضی اللہ تعالی عنہ کا بھی ہے جو آنحضرت ﷺ کے کوتوال کے درجہ میں تھے۔

حضرت ام ایمن حبشیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عورتوں میں سے آپ ﷺ کی خادمہ بر کہ ام ایمن حبشیہ رضی اللہ تعالی عنہا ہیں۔حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ کی والدہ ہیں۔انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بیس دن بعد وفات پائی۔یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کا دور تھا۔[4]

حضرت خولہ رضی اللہ تعالی عنہا

حضرت خولہ رضی اللہ تعالی عنہا حضرت حفص بن سعید رضی اللہ تعالی عنہ کی دادی صاحبہ ہیں۔حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالی عنہا،حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالی عنہااور حضرت ام عیاش رضی اللہ تعالی عنہا کو بھی یہ شرف حاصل ہوا تھا۔یوں تو تمام اہل ایمان پیارے آقا کے غلام ہیں لیکن صحابہ کرام میں سے خاص طور سے جو آپ کے غلام تھے خادم تھے۔یہاں ان کا ذکر مقصود ہے۔حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ،حضرت ابو کبشہ اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت شقران رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت یسار الراعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت رباح الاسود نوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت زید تو بی رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت مدعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت سند رو واقد رضی اللہ تعالیٰ

---

[4] ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبری، دار صابر بیروت، ج۸، ص۲۲۳

عنہ،حضرت رفاعہ بن زید الجذامی رضی اللہ تعالی عنہ ،حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،حضرت ما بور رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت ابو بکر ہ نقیع بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔حضرت انجشۃ الحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت شمعون بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔[5]

جو خادم یا غلام ہوتا ہے وہ اپنے مخدوم اور آقاکے لئے اپنے آپ کو وقف کئے دیتا ہے، اس کے ہر حکم کوبجالانے اور اس کی تکمیل کی ممکنہ حد تک تگ ودو کرتا ہے، اس لئے مخدوم کے ذمہ خادم کے تئیں کچھ حقوق لازم ہوتے ہیں ، ایسا نہیں کہ مخدوم تو خادم سے خدمت لے اور وہ اس کے حقوق کی ادائیگی سے بری الذمہ ہوجائے، ہوتا یوں ہی ہے کہ خادم سے خدمت تو لی جاتی ہے لیکن جب مخدوم کے حق میں خادم کے حقوق کی بات آتی ہے تو اس میں بہت کمی کوتاہی ہوتی ہے، حضور نبی کریم ﷺ نے خادموں اور غلاموں کی حقوق کی اہمیت پر اس قدر زور دیا کہ آپ انے اپنے مرض الوفات اور زندگی کے آخری لمحات میں بھی نماز جیسے اہم اسلامی رکن کے ساتھ ساتھ غلاموں اور خادموں کے حقوق کی ادائیگی کی تلقین اور وصیت فرمائی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مرض وفات میں فرماتے رہے نمازکا اہتمام کرنا اور غلاموں کا خیال رکھنا اور مسلسل یہی فرماتے رہے حتی کہ آپ زبان مبارک رکنے لگی۔[6]

خادم کے ساتھ بھائیوں کا سا سلوک کریں:

نبی کریم ﷺ نے خادموں اور غلاموں کے طبقہ کو جو اس وقت بالکل حقیر اورکمتر سمجھا جاتا تھا، ان کے مقام کو بلند کر کے آپ نے بھائیوں کے درجے کا تک پہنچایا، یعنی ایک انسان جس طرح اپنے بھائی کے ساتھ مساوات اور برابری کا برتاؤ کرتا ہے غلاموں کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرنے کی تاکید

---

[5] القسطلانی، احمد بن محمد بن ابو بکر، مواہب لدنیہ، شبیر برادرز لاہور، ج۲، ص۳۰۵

[6] ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یذید، سنن ابن ماجہ، قدیمی کتب خانہ کراچی، حدیث۱۶۲۵

فرمائی۔ چنانچہ اس حوالہ سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: تمہارے خدمت گزار تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ تعالی نے تمہارے ہاتھوں (قبضہ) میں دے دیا ہے اس لیے جس کا بھائی اس کے قبضہ میں ہو تو اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسے ویسا ہی پہنائے جیساخود پہنتا ہے، ان کو ایسے کام کی تکلیف نہ دو جو ان سے نہ ہو سکے اور اگر انہیں تکلیف دو تو ان کی مدد کرو۔

معرور بن اسود کہتے ہیں میں نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ ایک جوڑ ا پہنے ہوئے تھے ان کا غلام بھی ویساہی جوڑا پہنے ہوئے تھا، ہم نے ان سے اس مساوات اور برابری کے تعلق سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ حضور اکرم ﷺ کی مذکورہ بالا نصیحت کا نتیجہ ہے۔

یہ صحابی رسول حضرت ابو ذر ہیں جنہوں نے حضور اکرم کے اس فرمان کی اتباع میں کہ غلاموں ، ماتحتوں اور خادموں کو وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو، اپناہی جیسا کپڑا خادم کے لئے بنوایا یہ حضور اکرم کی تربیت کا نتیجہ تھاہم اس وقت اس قدر براری نہیں کرسکتے تو کم از کم اتنا تو کرہی سکتے ہیں کہ ان کی خدمت کا جو اجرہے وہ تو برابر دیں۔ان کے ذمہ مشکل کام ڈال کر محض کھڑے دیکھتے نہ رہیں بلکہ اس مشکل کام میں ان کی کچھ معاونت کریں کیوں کہ مشکل کام کے انجام دینے میں اس کو بھی ایسی ہی مشقت ہوتی ہے جیسی ہمیں مشقت ہوتی ہے۔

تنخواہ وقت پر ادا کریں:

خادم چونکہ وہ بھی انسان ہیں ان کے بھی اہل وعیال ہیں ان کی بھی اپنی ذاتی ضروریات ہیں اس لئے ان کی اجرت اور محنتانہ کو وقت مقررہ پر ادا کریں، ٹال مٹول نہ کریں، نبی کریم ﷺ نے اجرت اور محنتانہ کی ادائیگی بعجلت ادا کرنے کو یوں فرمایا: مزدور کو اس کی اجرت اس کے پسینہ سوکھنے سے پہلے ادا کریں۔[7]

[7] ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، قدیمی کتب خانہ کراچی، حدیث ۲۴۴۳

مطلب یہ ہے کام کی تکمیل پر یا وقتِ مقررہ پر اجرت کی ادائیگی کا اہتمام کیاجائے۔اجرت کی ادائیگی میں ٹال مٹول پر نبی کریم ﷺ نے سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں قیامت کے دن میں ان کا دشمن ہوں گا ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو کسی مزدور کو اجرت پر رکھے اس سے پورا کام لے اور اسے اجرت نہ دے۔[8]

یہ حدیث مبارکہ ان لوگوں کو سختی کے ساتھ جھنجوڑتی ہے جو ہر سال عمرہ کے لیے تشریف لے جاتے ہیں لیکن اپنے ماتحت کی محنت مزدوری کے ساتھ کمائے ہوئے پیسے کو صرف اس لیے دباکے بیٹھے ہوتے ہیں کہ اگر میں نے اسے مکمل تنخواہ دے دی تو یہ مجھے چھوڑ کے چلاجائے گا۔یہ روایت بہت کچھ سوچنے پہ مجبور کرتی ہے کہ بندہ جتنا بھی عبادت گزار ہے اگر کسی ماتحت کی اجرت پوری نہیں کرتا تو وہ دشمن رسول ہے پھر اسے عبادات اسے کوئی فائدہ نہیں دیں گی۔

کام کی مقدار کی تعیین ہو:

ساتھ ہی ساتھ کام کی مقدار بھی متعین ہونی چاہئے نہ کہ خادم اور مزدورسے اس کی وسعت اور طاقت سے زیادہ کام لے کراس کو گراں بار اور بوجھل کردیاجائے اسی کو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: غلام سے ایسا کام نہ لو جو ان کی طاقت اور قوت سے باہر ہو۔[9]

مثلا اصول صحت کے اعتبارسے جن کاموں کو چھ گھنٹے کیا جاسکتا ہے ان کے چھ گھنٹے اور جن کاموں کو آٹھ گھنٹے کیا جاسکتا ہے ان ملازمین کو آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی ہوگی، بعض لوگ کم عمر بچوں اور بوڑھوں سے ان کی طاقت اور قوت سے زیادہ کام لیتے ہیں یہ قانونا اورشرعاجرم ہے مستقل ملازمین کے لئے ہفتہ میں ایک دن تعطیل اور رشتہ داروں سے ملاقات کے لئے بھی رخصت ہونی چاہئے ۔

خادم ومزدورکے کام میں اس کا ہاتھ بٹائے پورے کام کا بوجھ اسی پر نہ ڈالے مثلا وہ کسی بوجھ کو اٹھا رہا ہے اور اس کے اٹھانے میں اس کو کافی مشقت ہورہی ہے تو تھوڑا ہاتھ خود بھی لگائے، آپ ﷺ نے خادم کے کام میں ہاتھ بٹانے پر اجر وثواب کا وعدہ فرمایا ہے ارشاد نبوی ہے :

---

[8] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ وسنتہ وایامہ، قدیمی کتب خانہ کراچی، حدیث ۲۱۱۴

[9] مالک بن انس، شیخ الاسلام، موطاامام مالک، اکبر بک سیلرز لاہور، حدیث ۳۵۹۳

"ما خففت عن خادمک من عمله کان لک أجرا فی موازینک"[10]

ترجمہ: تم اپنے خادم کی ذمہ داریوں میں جتنی تخفیف کروگے اس کے بدلہ میں اتنا ہی تمہارے نامہ اعمال کے پلڑے میں اس کا اجر ہو گا۔

خدام کیساتھ در گذر سے کام لیں:

انسان غلطی کا پلندہ ہے انسان ہونے کے ناطے اس سے غلطی سرزد ہوجائے تو اس سے درگذر سے کام لیا جائے نہ یہ کہ اس کو ہدفِ تنقید بنایاجائے اور اس کو کھری کھری سنادی جائے نہ ذرا ذرا سی معمولی غلطی پر اس کی گرفت کی جائے، اس پر سختی نہ کی جائے، حضور نبی کریم ﷺ کا عمل اس حوالے سے ہمارے لئے اسوہ اور نمونہ ہے

اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: برتنوں کے ٹوٹنے پر اپنے خادموں کو نہ ماروکیوں کہ تمہاری عمر کی طرح برتنوں کی بھی عمر ہوتی ہے۔[11]

نبی کریم ﷺ نے یہاں خادموں سے کسی غلطی کے سرزد ہونے پر ان کو مارنے پیٹنے سے منع فرمایا اور خود مخدوم کی تسلی کا سامان یوں فرمایا کہ: اس سے کہا تم کو افسوس اس برتن کے ٹوٹنے پر نہیں کرناچاہئے کہ یہ برتن اپنے مدت عمر کے اختتام پر ٹوٹ گیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہماسے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اپنے خادم کی غلطیاں کس حد تک ہمیں معاف کرنی چاہیں اس نے دو مرتبہ پوچھا آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی پھر جب اس نے تیسری دفعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ہر روز ستر مرتبہ۔[12]

---

[10] ابن حبان، محمد تمیمی بن حبان بن احمد، صحیح ابن حبان، شبیر برادرز لاہور، حدیث ۴۳۱۴

[11] علی متقی، علاء الدین بن حسام الدین، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، دارالاشاعت کراچی، حدیث ۲۵۰۸۱

[12] ابوداود، سلیمان بن اشعث، سیستانی، سنن ابوداود، صداقت کتب خانہ کندھار افغانستان، حدیث ۵۱۶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ ہر ہفتہ عوالی مدینہ تشریف لے جاتےوہاں کسی غلام کومشقت انگیز کام میں مشغول پاتے تو اس کے کام میں ہاتھ بٹاتے ۔[13]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا وہ سواری پر سوار ہے اور اس کا غلام پیچھے دوڑا جارہا ہےحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا اس کو اپنے پیچھے سوار کر لو چونکہ یہ تمہارا بھائی ہے اس کی روح اور جان بھی تمہارے مثل ہےاس نے اس کو سوار کر لیاتو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایاجس قدر آدمی کے پیچھے آدمی چلتے ہیں اسی قدر بندہ اللہ سے دور ہوتا جاتا ہے۔[14]

خدام کی تنبیہ میں اعتدال:

خدام سے اگر غلطی سرزد ہوجائے تو واقعی غلطی پر ان کو تنبیہ کی جاسکتی ہے، لیکن تنبیہ کا انداز یوں ہو کہ اس کی اصلاح بھی ہوجائے اور اسے تکلیف بھی نہ ہو چہرے یا نازک جگہوں پر نہ مارے

چنانچہ اسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: معاف کردواگر انہیں سزا بھی دو تو ان کی غلطی کے بقدرچہرہ پر مارنے سے اجتناب کرنا۔[15]

اورابن عساکر کی روایت میں ہے کہ دو ضعیفوں کے سلسلے میں اللہ پاک سے ڈرنا ایک غلام اور دوسری عورت۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہااس تعلق سے حضور اکرم ﷺ کے عمل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی اپنے ہاتھ سے کسی عورت یا خادم کو نہیں مارا ۔[16]

جس طرح نبی کریم ﷺ نے کبھی خدام کو نہیں مارا اسی طرح حضرات صحابہ کرام کو بھی ان کے مارنے سے منع فرمایاحضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا

---

[13] مالک بن انس، شیخ الاسلام، موطاامام مالک، اکبر بک سیلرز لاہور، حدیث ۳۵۹۴

[14] الغزالی، ابوحامد محمد بن محمد، احیاء العلوم، مکتبۃ المدینہ کراچی، ج۲، ص۲۲۰

[15] علی متقی، علاء الدین بن حسام الدین، کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال، دارالاشاعت کراچی، حدیث۲۵۰۰۸

[16] القشیری، ابوالحسن مسلم بن حجاج، الصحیح مسلم، قدیمی کتب خانہ کراچی، حدیث۲۳۲۸

تو میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی ابومسعود !جان لے کہ اللہ تجھ پر تیری اس پر قدرت سے زیادہ قادر ہے میں متوجہ ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ!یہ غلام اللہ کی رضا کے لیے آزاد ہے آپ ﷺ نے فرمایااگر تو ایسا نہ کرتا تو جہنم کی آگ تجھے جلا دیتی یا تجھے چھو لیتی۔[17]

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے غلام کو مارنے کا کفارہ اس کی آزادی قرار دیا اسی رحمت ورافت کا نتیجہ تھا کہ غلامی کا سلسلہ ہی ختم ہوگیا۔حضرت زاذان سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے اپنے غلام کو بلوایا اور اس کی پیٹھ پر نشان دیکھے تو اس سے کہا کہ میں نے تجھے تکلیف پہنچائی ہے؟ اس نے کہا نہیں تو ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا تو آزاد ہے پھر ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے زمین سے کوئی چیز اٹھائی اور فرمایا میرے لیے اس کے آزاد کرنے سے اس کے وزن کے برابر بھی اجر ثواب نہیں کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جس نے اپنے غلام کو بغیر قصور کے مارا یا اسے تھپڑ رسید کیا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے۔[18]

عون بن عبد اللہ کا معمول تھا کہ جب کوئی غلام ان کی نافرمانی اور حکم عدولی کرتا تو فرماتے کیا ہے تو اپنے مولی کے مشابہ ہے۔

تیرامولا اپنے مولا کی حکم عدولی کرتا ہے اورتم اپنے مولی کی حکم عدولی کرتا ہےایک دفعہ ان کو اپنے غلام پر غصہ آیا تو فرمایا میں تو تم کو مارنا چاہتا تھا جاؤ تم آزاد ہو۔

یہی نہیں بلکہ ان غلاموں کو نبی کریم ﷺ نے "عبدی"یا "امتی" کہنے سے بھی منع فرمایا بلکہ ان کو مہذب اور شائستہ انداز سے مخاطب کرنے کوفرمایا کہ جس میں اپنی تعلی اور برتری کی بو نہ آتی ہو۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی

---

[17] القشیری، ابوالحسن مسلم بن حجاج، الصحیح مسلم، قدیمی کتب خانہ کراچی، حدیث ۱۶۵۹

[18] القشیری، ابوالحسن مسلم بن حجاج، الصحیح مسلم، قدیمی کتب خانہ کراچی، حدیث ۴۳۸۹

"عبدی "یا"امتی"نہ کہے تم سب اللہ تعالی کے بندے ہو اور تمہاری سب عورتیں اللہ کی باندیاں ہیں لیکن چاہیے کہ وہ کہے میرا غلام، میری لونڈی میرا جوان اور میری جوان۔[19]

آج ہماری صورتحال یہ ہے کہ ہم جب خادموں سے کوئی غلطی سرزد ہوجاتی ہے تو عفو ودرگذر تو دور کا رہا ہم اس کو طعن وتشنیع کا نشانہ بناتے ہیں اس کو زدوکوب کرتے ہیں اسے مارتے پیٹے ہیں پھر تھوڑی دیر بعد اسی سے خدمت لیتے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ہم اس کو ماریں بھی پھر تھوڑی دیر بعد اس سے خدمت کے بھی خواہاں ہوں وہ بھی انسان ہے بشر ہےاس کے بھی جذبات ہیں وہ بھی اپنے دل میں درد اور کسک رکھتا ہے اس کے دل کو ٹیس پہنچتی ہے اس کا جسم بھی درد محسوس کرتا ہے۔انسان ہونے کے ناطے اس کے ساتھ حسن سلوک روا رکھیے۔

حضرت ابوسعید کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مثال کے طور پر اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے غلام کو مارنے لگے اور وہ اللہ کو یاد کرے یعنی یوں کہے کہ تمہیں اللہ کا واسطہ مجھے معاف کر دو تو تم اس کو مارنے سے اپنا ہاتھ روک لو۔[20]

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ خیبر سے واپس تشریف لائے تو ان کے ہمراہ دو غلام بھی تھے جن میں سے ایک غلام نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور فرمایا اسے مارنا نہیں کیونکہ میں نے نمازیوں کو مارنے سے منع کیا ہے اور اسے میں نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور دوسرا غلام حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور فرمایا میں تمہیں اس کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں انہوں نے اسے آزاد کر دیا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا وہ غلام کاکیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ!آپ نے مجھے اس کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی تھی لہٰذا میں نے اسے آزاد کر دیا۔[21]

---

[19] القشیری، ابوالحسن مسلم بن حجاج، الصحیح مسلم، قدیمی کتب خانہ کراچی، حدیث ۶۰۱۱

[20] ترمذی، ابوعیسی محمد بن سورہ بن شداد، جامع ترمذی، قدیمی کتب خانہ کراچی، حدیث ۱۹۵۰

[21] ابوعبداللہ، احمد بن حنبل، مسند احمد، مکتبہ رحمانیہ کراچی، حدیث ۲۲۲۰۸

اور ایک روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی غلام کوبرا بھلا کہاتو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو بکربرا بھلا کہنے والے اور صدیق رب کعبہ کی قسم یہ دونوں (اکٹھے)نہیں ہوسکتے دو یا تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ بات دہرائی اسی دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے چند غلاموں کو آزاد کردیاپھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایاپھر ایسے نہ کرنا۔[22]

جو خود کھایئے اس سے ان کو بھی کھلایئے بہت سارے گھروں میں خادم اور خادمائیں کام کرتی ہیں محنت ومشقت سے گرمی کو سہہ کرآگ کی تپش کو برداشت کر کے وہ اپنے مالک اور اس کے اہل وعیال کے لئے لذیذ اور مزیدار اور مرغن غذائیں تیار کرتے ہیں ان کو بھی اس میں کچھ ضرور کھلایئے یہ نہیں کہ وہ تو نوکر اور خادم ہیں وہ کھانے پکانے اور خدمت کی تنخواہ پاتے ہیں بلکہ جس کھانے کو ہم بڑے مزے سے کھارہے انہوں نے اس کے لئے اپنے آپ کو جلایا ہے کھپایا ہے تب کہیں جا کر یہ کھانا تیار ہوا ہے پکانے کی بعد ان کو بھی اشتہاء ہوتی ہی ہوگی وہ بھی انسان ہیں اس لئے ان کو بھی کھانے میں شریک کرلیا کیجئے ورنہ کچھ نہ کچھ اس میں سے ان کو مرحمت کیجئے۔اسی طرح شادی بیاہ کے موقع پہ لوگوں کو کھاناکھلانے کیلیے بیرے بلائے جاتے ہیں تو بہتر یہی ہے کہ لوگوں کو کھاناکھلانے سے پہلے انہیں کھلادیں تاکہ وہ خوش اسلوبی کے ساتھ اپناکام کرسکیں۔

اسی خصوص میں نبی کریم ﷺ نے نہایت اہتمام سے توجہ دہانی فرمائی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لیے اس کا کھانا تیار کرے پھر اسے لے کر حاضر ہو جب کہ اس نے اس گرمی اور دھوئیں کو برداشت کیا ہو تو آقا کو چاہیے کہ وہ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے پس اگر کھانا بہت ہی کم ہو تو چاہیے کہ اس کھانے میں اسے ایک یا دو لقمے اس کے ہاتھ پر رکھ دے۔

---

[22] القشیری، ابوالحسن مسلم بن حجاج، الصحیح مسلم، قدیمی کتب خانہ کراچی، حدیث ۴۴۰۷

اور ایک روایت میں ہے یہ بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا پکا کر لائے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے بھی اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلائے اگر ایسا نہیں کرسکتا تو ایک لقمہ لے کر ہی اسے دے دے۔[23]

خادم کو دعائیں دیں:

کوئی انسان کسی کی خدمت کرتا ہےاس کے راحت وآرام کا سامان کرتا ہے تو مخدوم تو حقیقت میں خادم کا صلہ اوربدلہ نہیں دے سکتا تھوڑا سامعاوضہ وخرچ یہ خدمت کا صلہ نہیں ہوسکتالہذااجرت کے ساتھ ساتھ خادموں کو دعاؤں سے بھی نواز تے رہنا چاہئے یہ سنت مصطفی کریم علیہ السلام بھی ہے نبی کریم ﷺ حضرت انس کو جو آپ ﷺ کے خادم خاص تھے آپ ﷺ نے ان کو تین دعاؤں سے سرفراز فرمایاعمر میں برکت کی، مال میں برکت کی اور اولاد میں برکت کی اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں زندہ رہ رہ کے تھک گیاہوں اتنی عمر ہوگئی ہے مال میں برکت کا اثر یوں ظاہر ہوا کہ سب کے باغ مدینہ میں سال میں ایک مرتبہ پھل دیتے تو میرے باغ دو مرتبہ پھل دیا کرتے اولاد میں یوں برکت ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہ کی صلبی اولاد کی تعداد علامہ شمس الدین ذہبی کی صراحت کے مطابق ۱۰۶ تک پہنچ گئی تھی۔[24]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے میں نے رات کے وقت ان کے لئے وضو کا پانی رکھا حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ پانی آپ کے لئے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے رکھا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما اور کتاب کی تاویل و تفسیر سمجھا۔[25]

---

[23] ابوعبداللہ، احمد بن حنبل، مسند احمد، مکتبہ رحمانیہ کراچی، حدیث ۷۵۰۵

[24] ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، دارالکتب العلمیہ بیروت، ج۳، ص۳۹۹

[25] ابوعبداللہ، احمد بن حنبل، مسند احمد، مکتبہ رحمانیہ کراچی، حدیث ۳۰۳۳

اس لئے مخدوم کو چاہئے کو وہ خادموں کو اس طرح خدمت پر دعاؤں سے نوازتے رہے کبھی طبیعت کے خلاف خادم کی جانب سے کوئی امر درپیش ہوجائے تو صبر وضبط سے کام لے ایسا نہیں کہ اس کے حق میں بددعا کے الفاظ استعمال کئے جائیں آپ ﷺ نے خادموں کے حق میں بددعا کرنے سے منع فرمایا ہے کہ کبھی قبولیت کی گھڑی ہوسکتی ہے جس سے اس کی دنیااور عقبی خراب ہوسکتی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بددعا نہ کرو اپنے اوپر، نہ اپنی اولاد پر، نہ اپنے خادموں پر، اور نہ اپنے مالوں پر کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گھڑی ایسی ہو جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔[26]

خادم رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی کریم علیہ السلام کا برتاؤ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم علیہ السلام کی نوسال تک مسلسل خدمت کی۔حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالی عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لے کر چل پڑے اور عرض کرنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! انس عقلمند لڑکا ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرے گاحضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفر اور حضر میں آپ ﷺ کی خدمت کی اللہ کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کام کے بارے میں جو میں نے کیا ہو کبھی نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کام اس طرح کیوں کیا اور نہ ہی اس کام کے بارے میں جس کو میں نے نہ کیا ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ یہ کام تو نے کیوں نہیں کیا۔[27]

اور ایک روایت میں ہے

---

[26] ابوداود، سلیمان بن اشعث، سیستانی، سنن ابوداود، صداقت کتب خانہ کندھار افغانستان، حدیث ۱۵۳۴

[27] القشیری، ابوالحسن مسلم بن حجاج، الصحیح مسلم، قدیمی کتب خانہ کراچی، حدیث ۲۳۰۹

مجھے رسول اللہ ﷺ کی دس سال تک خدمت کرنے کا شرف حاصل ہوا اللہ کی قسم آپ ﷺ نے مجھے کبھی بھی اف تک نہیں فرمایا اور نہ ہی کبھی یہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا اور یہ کام کیوں نہیں کیا۔[28]

اورایک روایت میں حضور ﷺ کے حسن اخلاق کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے ایک دن آپ ﷺ نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا میں نے کہااللہ کی قسم میں نے نہیں سوچا تھا کہ نہیں جاؤں گا اور میرے جی میں یہ بات تھی کہ جس کام کا اللہ کے نبی ﷺ نے مجھے حکم فرمایا ہے اس کے لئے میں ضرور جاؤں گا تو میں نکلاکچھ ایسے بچوں کے پاس سے گزرا جو بازار میں کھیل رہے تھے میں بھی ان کے ساتھ کھیل میں مشغول ہوگیاکافی دیر کے بعد اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ پیچھے سے میری گدی پکڑے ہوئے ہیں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا اے انس کیا تم وہاں گئے تھے؟ جہاں جانے کا میں نے تجھے حکم دیا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا جی ہاں اے اللہ کے رسول میں اب جا رہا ہوں۔[29]

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ ﷺ کا حسن سلوک:

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو حادثاتی طور پر غلام ہوگئے تھے غلامی کی حالت میں آپ ﷺ کی ملکیت میں آگئے تھےان کے والد بیٹے کی جدائی اور فراق پر بہت زیادہ غم زدہ رہاکرتے تھےانہوں نے بیٹے کے فراق پر اشعار بھی کہےانہیں کسی طرح یہ علم ہوا کہ زید آپ ﷺ کے غلام ہیں حاضر ہو کر بیٹے کی آزادی کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا زید کو اختیار ہے کہ وہ چاہیں تو اپنے والد کے ساتھ جائیں اور چاہیں تو یہیں رہیں حضرت زید رضی اللہ عنہ نے والد کے بجائے آپ

---

[28] القشیری، ابوالحسن مسلم بن حجاج، الصحیح مسلم، قدیمی کتب خانہ کراچی، حدیث ۲۳۱۰

[29] القشیری، ابوالحسن مسلم بن حجاج، الصحیح مسلم، قدیمی کتب خانہ کراچی، حدیث ۲۳۱۰

ﷺ کی غلامی کو پسند کیا آپ ﷺ کے رحم وکرم اور شفقت وبرتاؤ کا نتیجہ تھا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنے والد اور خاندان اور قبیلہ پر آپ ﷺ کی ذات اور صحبت سنگت کو اختیار کیا۔[30]

خلاصہ کلام:

خلاصہ یہ کہ خادموں کو نیچی اور حقیر نگاہ سے نہ دیکھا جائے ان کے ساتھ بھی بھلائی اور حتی المقدور مساوات اور برابری کا برتاؤ کیا جائےان کی ضروریات اور حاجات کا خیال رکھا جائے ان کے کھانے پینے اور پہنے اوڑھنے کا انتظام وانصرام کیاجائے ہوسکے تو جو کھانا خود کھائیں وہ ان کو کھلائیں ، جو کپڑا خود پہنیں انہیں پہنائیں، کم ازکم انہیں اپنے ساتھ کچھ نہ کچھ کھلائیں ضرور، ان پر کاموں کا اسی قدر بوجھ نہ ڈالیں جس کا تحمل وہ نہ کر سکتے ہوں ، اگر وہ کسی گراں بار اور مشقت آمیز کام میں مصروف ہو ں تو ان کا ہاتھ بٹائیں ، ان کو ماریں نہیں ، انہیں برا بھلا نہ کہیں ، انہیں لعن طعن نہ کریں، ان پر لعنت وملامت کے تیر ونشتر نہ چلائیں، ان کی ہمت وحوصلہ افزائی کریں ، ان کی غلطیوں کو نظر انداز کریں ، ان کی عیب جوئی اور نکتہ چینی سے باز آئیں، انہیں برے اور حقیر القاب سے نہ پکاریں، ان کو دعاؤں سے نوازتے رہیں، ان کے لئے بد دعاء نہ کریں۔ان کا محنتانہ اور مزدوریاں وقت پر ادا کریں۔

تجاویز وسفارشات:

پہلی گذارش یہ ہے کہ جتنی بھی روایات غلام وخادم اور نوکر کے حوالے سے آئی ہیں ان کو مد نظر رکھ کے باقاعدہ قانون سازی کی جائے تاکہ کسی بھی نوکر کے ساتھ ظلم وزیادتی نہ ہو اور اس کے حقوق سلب نہ ہوں۔

جو بندہ بھی نوکر رکھے اسے چاہیئے کہ ان احادیث کو پڑھ لے جن میں نوکر کے ساتھ کونسا رویہ رکھنا ہے پوری تفصیل کے ساتھ ذکر ہے۔

بلکہ ہمارے محراب ومنبر کے وارثوں کی اہم ذمہ داری ہے کہ ایسے موضوعات عوام کے سامنے وقتاً فوقتاً لازمی رکھیں۔

---

[30] الطبرانی، ابوالقاسم سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر طبرانی، پروگریسو بکس لاہور، حدیث ۴۶۵۹

اور محنت مزدوری کرنے والوں کو بھی چاہیے کہ جو ان کے ذمہ کام لگایا گیا ہے اسے پورا کریں اور سستی کاہلی کا مظاہرہ نہ کریں۔

ایسے موضات پہ باقاعدہ کتابیں لکھی جانی چاہیں تاکہ معاشرے میں آگاہی آسکے۔

جن دیہی علاقوں میں نوکر یا سالانہ مزدوری پہ ملازم رکھنے کا تصور اور رواج ہے وہاں کے علماء کرام اور علاقے کے سرکردہ لوگوں کو ایک انجمن بنانی چاہیے جو ان مزدور طبقہ لوگوں کی فلاح و بہبود کیلیے کام کرے اور ان پہ جو ظلم و ستم ہوتا ہے اس کی روک تھام کے لیے کوشش کرے۔

اور آج کل بعض دیہاتوں میں یہ رواج ہے کہ جاگیر دار یا وڈیرہ کسی غریب کو پیشگی پیسے دیتا ہے اور پھر انتہائی کم ماہانہ معاوضہ مقرر کرتا ہے لیکن اگر کسی مجبوری کی وجہ سے وہ چھٹی کرتا ہے تو اس کی تنخواہ میں سے ایک مزدور کی یومیہ مزدوری جتنی تنخواہ کاٹ لیتا ہے جو اس کی تقریباً چار دن کی مزدوری بنتی ہے اس وجہ سے وہ غریب شخص کبھی بھی اس بندے کے چنگل سے نہیں نکل سکتا تو ایسے لوگوں پہ جو ظلم و ستم ہو رہا ہے اس کے لیے کچھ کیا جانا چاہیے۔

ہمیں محنت مزدوری کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے اور بھیک مانگنے والوں کو سمجھانا چاہیے کہ یہ بہت بڑا جرم ہے۔

جو شخص نوکر کے ساتھ ظلم کرتا ہے معاشرے کے سرکردہ لوگوں کو چاہیے کہ مظلوم کو انصاف دلائیں۔

اور جو شخص اپنے نوکروں پہ ظلم و ستم کرتا ہے آئینی اداروں کو چاہیے کہ اسے ایسی عبرت ناک سزا دیں تاکہ باقی لوگ اس سے سبق سیکھیں۔